

تجلیاتِ حکمت

چید آنصنفتا
علامِ نصیر الدین نصیر ہونقرا
آیت القوم

تجلیاتِ حکمت

تجلیاتِ حکمت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَامِ مَنْصُورِ الدِّينِ مَنْصُورِ هُونِزَا

رَبِّ الْقَوْلِ

حَكِيمِ الْعَالَمِ

شَائِعِ حَرَدَه

خَانَہٗ حِکْمَتِ اِدَارۃٔ عَارِفِ

۳۔ اے نور ویلا۔ ۲۶۹۔ گارڈن ویسٹ کراچی ۲۰۔ پاکستان

دینی کتب کا مطالعہ

پہلی علم چون شمع باید گد اخفت
 کہ بے علم نتوان خدا را شناخت
 ترجمہ: علم کی خاطر موم بتی کی طرح گھل جانا چاہئے، کیونکہ جب تک
 علم نہ ہو تو خدا کی پہچان نہیں ہو سکتی ہے۔

عزیز و محترم (ریٹائرڈ) صوبیدار میجر شاہین خان ان بڑے خوش نصیب
 اور سعادت مند انسانوں میں سے ہیں جو بسا اوقات مطالعہ دینی کتب جیسی علمی
 عبادت میں مصروف رہتے ہیں، آپ کو خداوند تعالیٰ نے تمام ترین عادتیں
 اور اعلیٰ صلاحیتیں عنایت کر دی ہیں، اسی وجہ سے آپ اپنی عسکری زندگی میں
 ہر بار اور ہمیشہ کامیاب، نیک نام اور سر بلند ہو گئے، الحمد للہ۔

آپ کا شجرہ نسب یہ ہے: ریٹائرڈ صوبیدار میجر شاہین خان ابن محمد خان،
 ابن باٹے خان، ابن رستم خان، ابن غلام خان، ابن نگش خان، ابن عاشور خان،
 ابن دودار خان۔

آپ کے نیک بخت اور ایمانی اہل خانہ کے اسماء یہ ہیں: نیک حضرت
 زوبہ محترمہ ثریا بانو، نور چشم بیٹا ریاض شاہین عمر ۱ سال، نور نظر بیٹی رضیہ
 شاہین عمر ۸ سال اور نور عین اعجاز شاہین عمر ۶ سال، عابدانہ دعا سے کہہ دوں گا

عالم اہتجی بے پایاں رحمت سے اس عزیز خاندان کو دین و دنیا کی کامیابی سے
سرفراز فرمائے! آمین یا رب العالمین !!

ن.ن. (حبیب علی) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت
۶ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۱۷ جون ۱۹۹۴ء

**Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science**
Knowledge for a united humanity

فہرست مندرجات

صفحہ	عنوان	شمار
۷	افتتاحیہ	۱
۱۲	توصیفِ قلم	۲
۱۶	فہرستِ دائرہ نمائکتیں	۳
۱۹	دائرہ نمائکتیں	۴
۴۱	قیامت اور معرفت	۵
۴۸	جوہر کائنات	۶
۵۰	حکمت آموز نصیحت	۷
۵۷	تراشہ نواسے وقت	۸
۶۰	روزنامہ جنگ	۹
۶۲	انتیاریہاں	۱۰

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

افتتاحیہ

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
 اللّٰهُ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِیْنَ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ
 نِعْمَةً ظٰلِمَةً وَّ بَاطِنَةً (۲۱) کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے
 آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے مسخر کر رکھی ہیں، اور اپنی ظاہری و
 باطنی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں (۲۱) حقیقت کو سمجھنے اور سمجھانے کی خاطر
 دوستانہ سوال و جواب کا طریقہ ہمیشہ مفید رہا ہے، چنانچہ یہاں پوچھنا یہ ہے کہ
 یہ تسخیر کائنات کس قسم کی اور کس درجے کی ہے؟ مادی ہے یا روحانی؟ یا
 دونوں ہیں؟ کیا اس احسانِ خداوندی میں سب دنیا والے شریک ہیں؟ یا یہ
 کچھ خاص لوگوں کے لئے ہے؟ قرآن اور اسلام کی باطنی نعمتیں کیا کیا ہو سکتی
 ہیں؟ آیا یہ درست ہے یا نہیں، کہ مذکورہ نعمتیں مادی نہیں ہیں؟ کیونکہ
 مادی نعمتوں میں دوسرے لوگ ہم سے بہت آگے ہیں، پس تسخیر کائنات
 مومنین و مومنات کے لئے ایک باطنی راز اور روحانی احسان ہے، اور باطنی
 نعمتوں سے مراد باطنی علم و معرفت اور تاویلی حکمت ہے، اور معلوم ہے کہ
 ہر مثال میں ظاہر کے مقابلے میں باطن اعلیٰ و افضل ہوا کرتا ہے۔

۲۔ باطنی نعمتوں کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس حدیثِ شریف سے

ہو سکتا ہے، ارشادِ نبویؐ ہے:

إِنَّ لِلْقُرْآنِ خَلْقًا وَبَطْنًا وَبَطْنًا إِلَى سَبْعَةِ أَبْطَانٍ وَوُفِّدَ رِوَايَتُهُ إِلَى سَبْعِينَ بَطْنًا = یقیناً قرآن کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، اور باطن در باطن کا سلسلہ سات ہواطن تک ہے، اور دوسری روایت کے مطابق ستر ہواطن تک ہے۔ آیا اسی طرح قرآن پاک میں بے شمار باطنی نعمتیں موجود نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو آخر کس کے لئے ہیں؟

۳۔ اس نوعیت کی ایک اور حدیث صادق آلِ محمد علیہ السلام سے

مروی ہے:

كَلَامُ اللَّهِ عَلَى أَرْبَعَةٍ: الْعِبَارَةِ، وَالْإِشَارَةِ، وَاللَّطَايِفِ، وَالْحَقَائِقِ. الْعِبَارَةُ لِلْعَوَامِّ، وَالْإِشَارَةُ لِلْخَوَامِ وَاللَّطَايِفُ لِلْأَوْلِيَاءِ، وَالْحَقَائِقُ لِلْأَنْبِيَاءِ = کلام الہی چار وجہ پر ہوا کرتا ہے: عبارت، اشارت، لطائف (نکتہ ہائے مخفی) اور حقائق، پس عبارت عوام کے لئے ہے، اشارت خواص کے لئے، لطائف اولیاء کے لئے ہے، اور حقائق انبیاء کے لئے۔ مذکورہ دونوں حدیثوں سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ قرآن فہمی کے بہت سے درجات ہیں، جیسے خود قرآن کریم علمی درجات کا ذکر فرماتا ہے:-

نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَن نَّشَاءُ مَدَّ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (۲۶)

ہم جس کے درجے چاہتے ہیں بلند کر دیتے ہیں، اور ہر علم والے سے دوسرا

علم والا بڑھ کر ہے (۱۶)۔

۴۔ جیسا کہ آپ سب حقیقت سے باخبر ہیں کہ احادیث صحیحہ میں قرآن کی تفسیر ہے، چنانچہ امام زمان صلوات اللہ علیہ وسلم کی پاک نورانیت میں خزائن علم و حکمت کی حیثیت سے اللہ کے ”کلمات التامات“ ہوتے ہیں، جن کا تذکرہ دعائیہ حدیثوں میں ہوا ہے، کیونکہ وہ خزائن اسرار ہونے کی وجہ سے زبردست پُر اثر ہیں، لہذا قرآن پاک میں ان کی اس طرح بے حد تعریف و توصیف ہوئی ہے:-

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ (۱۶)

(۱۶) زمین میں جتنے درخت ہیں، اگر وہ سب کے سب قلم بن جائیں، اور سمندر (دوات بن جائے) جسے سات مزید سمندر روشنائی مہیا کریں تب بھی اللہ کے کلمات التامات کی علمی وضاحت ختم نہ ہوگی۔ ان کلماتی خزائنوں میں اس قدر بے پایاں علم و حکمت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علمی کائنات کو پلٹتا بھی ہے اور پھیلاتا بھی ہے، جس طرح ایک آدم سے بے حد بے حساب انسانوں کو پھیلا دیتا ہے، اور دوسرے آدم میں بصورتِ ذراتِ ارواح سمیٹ لیتا ہے۔

۵۔ بفضلِ الہی ”تجلیاتِ حکمت“ کے نام سے یہ ایک کتابچہ آپ کے سامنے ہے، جس میں ”تصویرِ آفرینش“ کی لا ابتدائی و لا انتہائی کے ثبوت میں چالیس دائرہ نما حکمتیں درج کی گئی ہیں، کیونکہ قرآنی آیات ہوں یا آفاق و انفس

کی آیات، ان میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں حکمتِ دائرہ نما کا کوئی اشارہ موجود نہ ہو، پھر یہ قانونِ فطرت کا بہت بڑا راز کیوں نہ ہو کہ ہر چیز پر تحریرِ الہی حکمتِ دائرہ نما نقش ہے۔

۶۔ اب یہ سوال بر محل ہے کہ اس کتابچے کو تجلیاتِ حکمت کن معنوں میں کہا گیا ہے؟ انشاء اللہ اس کا جواب کافی دلچسپ اور مفید ہوگا، وہ یوں ہے کہ شیخ عطار نے کہا:

چشم بکشا کہ جلوہ دلدار
تجلیت بردر و دیوار

ترجمہ: آنکھ کھول کہ معشوق (کے حسن و جمال) کا جلوہ در و دیوار سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ وہ اول بھی ہے، آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی (بم) لہذا وہ لاحق ہے، یعنی وہ عالمِ غیب میں محدود نہیں، وہ کہاں نہیں، ہر جگہ موجود و حاضر ہے، وہ گویا دیدار دینے کے لئے منتظر ہے، مگر عاشقوں کی آنکھ کھل جانے میں دیر لگ رہی ہے۔

۔۔ محبوبِ جان کی کوئی بھی تجلی علم و حکمت کے اسرار سے خالی نہیں، کیونکہ تجلی میں ظہورِ صفات کا تصور ہے، جس کا ادراک عقل ہی بہتر طریقے سے کر سکتی ہے، جیسے تجلی طور ایک بار مقامِ رُوح پر مہوئی، اور دوسری بار مرتبہ عقل پر، دونوں قسم کی تجلیوں میں علم و حکمت کے خزانے ہیں، یہ سوچنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ کوہِ طورِ ظاہر خدا کی تجلی سے ریزہ ریزہ ہو گیا، حالانکہ آیہ مصباح (۱۲۴) کے مطابق اللہ تعالیٰ کائنات

کی بلندی و پستی کا نور ہے، جس سے آسمان و زمین کے قیام و بقا وغیرہ کے بے شمار فائدے ہیں، اور نور سے بربادی کے معنی میں کائنات ریزہ ریزہ نہیں ہوتی۔

۸۔ ہر بار کسی بڑے عرفانی راز کا منکشف ہو جانا تجلی اور عقلی دیدار ہے، جس میں بہت سی علمی نعمتیں ہیں، کیونکہ ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ گنجِ مخفی ہے، لیکن یہ خزانہ علم و حکمت اور اسرارِ معرفت ہی کا ہے اور کسی دوسری چیز کا ہرگز نہیں، ہر عارف جب کنترِ مخفی کو حاصل کر لیتا ہے تو اپنی حقیقت یا انائے علوی کو ازلی وابدی طور پر اس کے ساتھ ایک پاتا ہے۔

۹۔ عالم عقل کے تمام اسرار دائرہ نما ہیں، جن کے زیر اثر عالم روحانی اور عالم جسمانی کی ہر چیز دائرہ نما یا مستدیر ہے، یہی علامتِ لا ابدائی و لا انتہائی مکی ہے، کیونکہ یہ بات ممکن ہی نہیں کہ پہلے یا بعد میں کبھی خدا کی نعمتیں موجود نہ ہوں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ساری چیزیں ایک طرف خزانِ الہی سے آتی ہیں (۱۱) اور دوسری طرف ان خزانوں میں جاتی ہیں، جس طرح دُنیا کے ہر خزانے کا یہی نظام ہو کر تا ہے کہ ایک جانب سے سکہ و غیرہ شاہی خزانے میں جمع کیا جاتا ہے، اور دوسری جانب سے خرچ ہوتا ہے اور یہ ایک ایسا گول سلسلہ ہے جو ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔

۱۰۔ حکیم سنائی کا یہ شعر قابلِ توجہ ہے۔

بھیرا سے دوست پیش از مرگ اگر عمر ابد خواہی
 کہ ادیس از چنیں مُردن بہشتی گشتہ پیش از ما
 اے دوست! اگر تو ابدی زندگی چاہتا ہے تو (اضطرابی) موت
 سے پہلے ہی مر جا، کیونکہ حضرت ادیس اسی طرح مر کر ہم سے پہلے بہشتی
 ہو چکا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا (۱۹)۔

اور ہم نے ان (یعنی ادیس) کو اونچی جگہ (بہشتِ روحانیت پر) اٹھا
 لیا تھا۔

۱۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ”القلم ایوارڈ“ کی دوسری
 تقریب توقع سے بہت زیادہ کامیاب ہوئی، روزِ جمعہ اپنے دامن میں ہمارے
 عزیزوں کے لئے بہت ساری برکتیں لے کر آیا تھا، ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ جون ۱۹۹۴ء
 کا بڑا اہم تاریخی دن ہمیشہ یاد رہے گا، اس بابرکت جشن کو سب کے لئے مفید
 بنانے کی غرض سے جو ایڈوائزری بورڈ قائم ہوا ہے، وہ لائقِ تحسین ہے،
 ہماری ریجنل پرائیج گزٹ کے عملداران و ممبران کی بے مثال سوچ، سکیم،
 وقت کی قربانی اور جان فشانی کی تعریف و توصیف کا حق ادا نہیں ہو سکتا،
 شمالی علاقہ جات کی تمام نیک بخت رُو حیں مجھے از حد عزیز ہیں، خصوصاً
 ہر کامیابی کے موقع پر میں ارضی فرشتوں سے فدا ہو جانا چاہتا ہوں۔

۱۲۔ مذکورہ تقریب میں کوئی ایک خوشی نہ تھی، بلکہ خوشیوں اور شادمانیوں
 کا ایک طوفانی عالم تھا، میں خاص کر اُس وقت روحانی مسرور سے نسبت

مغلوب ہو گیا، اور کپکپی کے زیر اثر آنے لگا، جبکہ میری ایک اُردو نظم ترنم اور موسیقی کے ساتھ پڑھی جا رہی تھی، لیکن ہنرم کے مارے بصد کوشش اپنے آپ پر کنٹرول کیا، چونکہ ایک فرد کی خوشی کے مقابلے میں جماعت کی اجتماعی خوشی کا وزن بہت زیادہ ہے، اسی وجہ سے تذکرہ کرتا ہوں کہ شاید ہماری جماعت کی دلجوئی اور تمام اہل قلم کی ہمت افزائی کی خاطر اس بندہ ناچیز کو ایک بہت بڑا ٹائٹل ”حکیم القلم“ عطا کیا گیا، یہ مہربانی جناب محمود خان صاحب چیف کمنشنر برائے شمالی علاقہ جات گلگت نے کی، ہر چند کہ میں اس قابل نہیں ہوں، لیکن جب رحمتوں کا طوفان آجائے تو اس کیلئے یہ کہنا غیر ممکن ہے کہ میں تیار نہیں ہوں، مجھ میں ایسی کوئی اہلیت نہیں ہے۔

۱۳- آج کی یہ قابل رشک اور تاریخی کامیابی ہمارے تمام عزیزوں کی مجموعی کوشش کا ثمرہ ہے، کاش وہ سب کے سب اس زبردست خوشی کے موقع پر ہمارے ساتھ ہوتے! میں بڑے شوق سے فرداً فرداً سب کی دست بوسی کرتا! عاجزی سے شکر یہ ادا کرتا! اور ہم سب مل کر بارگاہِ الہی میں سجدہ شکرانہ بجالاتے! کچھ مناجات، گریہ و زاری اور کچھ آنسوؤں کی دُرفشانی کرتے!

ن۔ ن۔ (حُبِ علی) ہونزائی

ذوالفقار آباد۔ گلگت

اتوار یکم محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۱۲۔ جون ۱۹۹۴ء

توصیفِ قلم

- ۱- اے قلم! جنبشِ ازل ہے تو قدرتِ ذاتِ لم یزل ہے تو
- ۲- تجھ سے تحریرِ کائنات ہوئی اے خوشا! حق کی تجھ سے باہوئی
- ۳- ہے ہمارا قلم تیرا سایہ اس کو تجھ سے ملا ہے سرِ مایہ
- ۴- وہ قلم اُس جہان میں سلطان ہے ذاتِ حق کی دلیل و برہان ہے
- ۵- یہ قلم بادشاہِ دُنیا ہے جب سے علم و عمل کا چرچا ہے
- ۶- اک قلم برفرازِ عرشِ برین اک قلم برِ بیسِ طُرُوٹے زمین
- ۷- علم کا اک جہانِ قلم میں ہے رازِ کون و مکانِ قلم میں ہے
- ۸- کام میں سر کے بل یہ چلتا ہے جس سے دُنیا زمانہ پلتا ہے
- ۹- یہ سیاہی سے روشنی کر دے دولتِ علم سے غنی کر دے
- ۱۰- اس کا قطرہ مثالِ بحرِ عمیق گنجِ گوہر رہا ہے جس میں غرق
- ۱۱- اَسپِ تازی کہ قیز طوفان ہے بلکہ یہ اک جہازِ پَران ہے
- ۱۲- چترِ علم و منبعِ حکمت باعثِ فخر و مایہِ عزت
- ۱۳- ارضِ جنت ہیں اسکے مکتوبات کیفیتِ آدرہں جس کے مشر و با
- ۱۴- چمکے چمکے قلمِ کلام کرے ساری دُنیا اسے سلام کرے
- ۱۵- تو نہ شمشیر ہے نہ شیرِ تَبَر پھر بھی طاقت میں تو رہا برتر

- ۱۶- یہ کتابیں اسی کی پیداوار جن کی رونق ہے رشکِ باغِ دیہار
- ۱۷- یہ قلم ہے کہ ہے عصائے کلیم مشر کو نکلے یہ اژدھائے عظیم
- ۱۸- ہیں مبارک تمام اہل قلم جن پہ اللہ کا ہوا ہے کرم
- ۱۹- خدمتِ قوم ہے رضائے خدا کام کر کام کر بلائے خدا
- ۲۰- یہ قلم تیرے پاس امانت ہے حق ادا اگر نہ ہو، خیانت ہے
- ۲۱- اسے نصیرِ خامہ بہت پیارا ہے چونکہ اللہ نے اتارا ہے

ن۔ن۔ (حُتَبِ عَلِي) ہونزائی
ذوالفقار آباد۔ گلگت

۹ جون ۱۹۹۴ء

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

فہرست دائرہ نما حکمتیں

- حکمت - ۱ : دائمی گردش کا دائرہ۔
- حکمت - ۲ : ہر چیز کا دائمی سفر گول ہے۔
- حکمت - ۳ : پانی کا چمکہ ہر چیز کی گردش کا نمونہ ہے۔
- حکمت - ۴ : درخت پہلے سے پکا کھلی؟
- حکمت - ۵ : دائرہ شب و روز۔
- حکمت - ۶ : نقطے سے کتاب، پھر کتاب سے نقطہ۔
- حکمت - ۷ : آدمی میں دائرے ہی دائرے۔
- حکمت - ۸ : گردش زمانہ اور مساواتِ رحمانی۔
- حکمت - ۹ : دائرے ہی پر دائمی ترقی۔
- حکمت - ۱۰ : اسرارِ معرفت اور تہذیبِ جنّت۔
- حکمت - ۱۱ : رفیقِ اعلیٰ کاراز۔
- حکمت - ۱۲ : رُوحِ مُستقر اور رُوحِ مُشتَوَدِع۔
- حکمت - ۱۳ : بہشت کے ازلی وابدی لڑکے۔
- حکمت - ۱۴ : اصل انسانی رُوح۔
- حکمت - ۱۵ : ثمرہ لامقطومہ۔

- حکمت - ۱۶ : مثال اور مشول -
- حکمت - ۱۷ : علمی و عرفانی مرقی -
- حکمت - ۱۸ : پردہ ازل میں اسرار -
- حکمت - ۱۹ : کنز کل اور اس کا پھیلاؤ -
- حکمت - ۲۰ : صورتِ آدم اور صورتِ اہلِ جنت -
- حکمت - ۲۱ : مردہ زندہ نما اور قطعی مردہ -
- حکمت - ۲۲ : حقیقی زندگی / حیاتِ طیبہ -
- حکمت - ۲۳ : امامِ مبین / جسمِ لطیف، روحِ اعظم، اور عقلِ کامل -
- حکمت - ۲۴ : قلم و لوح دو عظیم فرشتے -
- حکمت - ۲۵ : پیراہنِ یوسف سے متعلق ایک سوال -
- حکمت - ۲۶ : قرآن میں بہت سی کتابیں -
- حکمت - ۲۷ : نفسانی موت کا تجربہ -
- حکمت - ۲۸ : قانونِ آفرینش ایک ہی ہے -
- حکمت - ۲۹ : کوئی بشر والدین کے بغیر نہیں -
- حکمت - ۳۰ : سونے کے کنگنوں کی تاویل -
- حکمت - ۳۱ : سفینہٴ ظاہر اور سفینہٴ باطن -
- حکمت - ۳۲ : اہل بیت اور سلمان -
- حکمت - ۳۳ : امام کا معجزہ کثرت -
- حکمت - ۳۴ : پانچ وسائطِ علوی -

- حکمت - ۳۵ : المؤمن / الامام -
 حکمت - ۳۶ : المؤمنون / الامم -
 حکمت - ۳۷ : قیامتِ صغریٰ / زبردستی دعوت -
 حکمت - ۳۸ : قصہ ذوالقرنین / قصہ امام -
 حکمت - ۳۹ : دو قسم کے اسمائے الہی -
 حکمت - ۴۰ : قوانین کل / ہمہ گیر قوانین -

**Institute for
 Spiritual Wisdom
 and
 Luminous Science**
 Knowledge for a united humanity

دائرہ نمائندگیتیں

حکمت - ۱ : اللہ تعالیٰ جلالہ کی قدرتِ کاملہ کا ایک بہت بڑا راز اس امر میں مخفی ہے کہ اس حکیم مطلق اور دانائے بڑے برحق نے ہر چیز کو ایک دائمی دائرے پر پیدا کیا، اور گردش دیا (۳۳، ۳۶)۔

حکمت - ۲ : آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، ستارے اور دوسری تمام چیزیں نہ صرف شکل ہی میں مستدیر (گول) ہیں، بلکہ ان کا بے پایاں سفر بھی ہمیشہ گول ہے۔

حکمت - ۳ : زمین اور سمندر کے گرد اگر دگر دگر گول ہو، تو حرکت گولائی میں ہے، علیٰ الخصوص اس سلسلے میں پانی کا سائیکل (دور، چکر) قابلِ دیدن ہے، یقیناً اس میں تمام دور کی مثالوں کی قریبی مماثلت ہے۔

حکمت - ۴ : درخت پہلے سے یا گھٹلی؟ گندم کی ہری فصلیں اول ہیں یا بیج؟ مرعی کو اولیت حاصل ہے یا انڈے کو؟ انسان متقدم ہے یا نطفہ امشاج (نطفہ مخلوط ہے)؟ ان سوالات، اور ان جیسے دوسرے بہت سے مسائل کے لئے ایک ہی جواب ہے، وہ یہ کہ ان میں سے ہر دو چیزیں مل کر ایک دائرہ بناتی ہیں، جس میں کُلّی طور پر دیکھا جائے تو کوئی تقدیم و

تاخیر نہیں ہے۔

حکمت - ۵ : سورہ فرقان کے اس مبارک ارشاد میں غور کیجئے :-
 وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً (۲۵) اللہ وہی ہے
 جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا۔ یعنی شب و روز
 میں سے ایک مقررہ آگے اور ایک مقررہ پیچھے نہیں ہے، بلکہ دونوں برابر برابر
 آگے پیچھے ہیں، بالفاظِ دیگر ان کا دائرہ گردش ایسا نہیں، کہ اس کا ایک حصہ
 مقدم اور ایک حصہ مؤخر ہو، جب دن رات کا دائرہ ثابت ہوا تو پھر معلوم
 ہوا کہ وقت سے متعلق ہر چھوٹی بڑی چیز کا دائرہ ہوا کرتا ہے، جیسے سیکنڈ،
 منٹ، گھنٹہ، ہفتہ، مہینہ، سال، زمانہ وغیرہ۔

حکمت - ۶ : کسی شک کے بغیر سورہ فاتحہ اُمّ الکتاب یا اُمّ القرآن
 ہے، جس کا خلاصہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے، اس کا جوہر اور نقطہ آغاز
 نقطہ بای بسم ہے، یہ وہ نقطہ جامعہ حقائق و معارف ہے جس کے بارے میں
 مولانا علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: میں وہ نقطہ ہوں جو بای بسم اللہ کے تحت
 ہے۔ مولائے پاک کے اس مبارک فرمان میں بہت سے اشارے پوشیدہ ہیں،
 اور ان میں سے چند ہی اشارے یہ ہیں :-

(الف) دائرہ پر کار نقطہ مرکز ہی کے سہارے پر بنتا ہے، چنانچہ علی
 دائرہ دو جہان کا نقطہ مرکز ہے۔

(ب) کسی بھی حرف یا تخریر کے سہارے پر سب سے پہلے نوکِ قلم سے
 نقطہ بنتا ہے، جس کی روائی سے حروف و کلمات اور آیات کی ظاہری تخریر

ہے، الغرض قرآن حکیم کی کوئی آیت کہ یہ ایسی نہیں، جس میں ظاہر اور باطناً نقطہ کی روانی و جلوہ نہائی نہ ہو، یعنی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے جُز میں مولانا کا ذکر جمیل موجود نہ ہو۔

(ج:۱) جس طرح شجر و ثمر کا دائرہ ہوا کرتا ہے، اور جیسے گوہر عقل اور عالم شخصی کا دائرہ ہے، اسی طرح قرآن عظیم اور نقطہ باری بسم اللہ کا بھی معنوی اور حکمتی دائرہ ہے۔

(۱۵) جسم اور رُوح کی چھوٹی بڑی چیزیں بے شمار ذرات کے مجموعے ہوا کرتے ہیں، اور کوئی چیز اس قانون سے باہر نہیں، مثال کے طور پر انسانی بدن پر غور کیجئے، جس میں بے حد و بے حساب زندہ ذرات ہیں اور ہر ذرہ بحد قوت ایک جداگانہ عالم شخصی اور ایک دائرہ ہے۔

حکمت - ۷ : آدمی کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا رُکنا، سونا جاگنا، بولنا چُپ ہو جانا، رونا ہنستا، بیماری صحت، بھوک شکم سیری، غصہ حلیمی، سکون بیقراری، سفر حضر، وغیرہ جیسے احوال میں سے ہر دو متضاد حالتیں بلکہ ایک دائرے کو تشکیل کرتی ہیں، اس کے علاوہ انسان میں اور بھی دائرہ نما حکمتیں ہیں، مثلاً بدن میں دورانِ خون کا نظام، تنفس کا نظام، حرکتِ قلب کا نظام، پک چھینکے کا نظام، وغیرہ، الغرض ان تمام دائرہ نما حکمتوں کا زبانِ حال سے یہ کہنا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی بادشاہی کی نہ تو کوئی ابتدائی حد ہے، اور نہ ہی کوئی انتہائی حد، بلکہ وہ ہمیشہ اور قدیم ہے۔

حکمت - ۸ : سورہ آل عمران (۳/۱۰۳) میں ہے: وَ تِلْكَ الْآيَاتُ

نَدَاوَلْهَابَيْنَ النَّاسِ = اور یہی زمانہ ہے جس کو ہم لوگوں کے درمیان
گمراہ دیتے رہتے ہیں (۲۳) اس سماوی تعلیم میں اہل بصیرت کے لئے انتہائی
دور رس اشارے موجود ہیں۔

حکمت - ۹: اگر انسان لامحدود اور بے انتہا ترقی چاہتا ہے تو وہ
ایک ایسے پُر حکمت دائرے پر ممکن ہے، جس پر بحیثیت مجموعی عارضی مشقت
برائے نام اور دائمی راحت بہت زیادہ ہے، کیونکہ آدمی ایک بڑی عجیب و
غریب شے ہے کہ اس کی دوانائیں ہیں؛ ایک ہمیشہ بہشت میں رہنے کیلئے،
اور ایک دُنیا میں آکر واپس جانے کے لئے، اسی وجہ سے حدیثِ قدسی میں
خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ: "انسان میرا ازبے اور میں اس کا راز ہوں۔"
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹائے علوی کو "رفیقِ اعلیٰ" کے نام سے یاد کیا،
وہ حدیث اس طرح ہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ = اے میرے
اللہ! مجھ کو بخش دے، اور مجھ پر رحم کر اور مجھ کو رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے!
(صیحیح بخاری، جلد سوم، کتاب المرضی، حدیث: ۶۳۴)۔

حکمت - ۱۰: ہادی برحق، قائمِ القیامت علیہ افضل التجتہ والسلام
کی خصوصی عنایات کا شکر دانشمندی پر واجب ہے، کہ اسی مہربان کے نور
اقدس نے اسرارِ معرفت اور خزانہٴ جنت کی نشاندہی کی، جس کی بدولت
جو اہرِ حقائق و معارف اس قدر عام ہو گئے کہ اب قدر دانی بہت مشکل
ہو گئی ہے، اس معنی میں ہم سب قصور وار ہیں، تاہم مایوسی نہیں، اگر

ترفیق عنایت ہوئی تو ہم اس کے حضور میں خوب آنسو بہائیں گے۔

حکمت - ۱۱ : حدیث شریف کے حوالے سے ”رفیقِ اعلیٰ“ کا یہ لقب اور اس کی یہ تاویلی حکمت قیامت نیز انکشاف ہے، اب اس حدیث کے نور کی منوفاشی سے بہت سے پیچیدہ سوالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں، کیونکہ اگر علم و معرفت کی روشنی میں دیکھا جائے تو آدمی اناٹے علوی سے بہشت ہی میں ہے، اور اکثر سوالات وہ تھے، جو مایوسی سے پیدا ہوئے، یا وہ مسائل نظام ہدایت پر اعتراض کی صورت میں تھے، لیکن جب ہوشمند لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس انتہائی عظیم احسان کا علم ہو جائے گا، تو ان کی سوچ سمجھ میں انقلاب آئے گا، اور وہ ضرور اعتراف کریں گے کہ ان کے بہت سے سوالات غلطی پر مبنی تھے، اس لئے وہ ختم ہو گئے۔

حکمت - ۱۲ : کاش ہماری جانیں راہِ جانان میں بار بار قربان ہو جاتیں! کہ اس نے آدم و آدمی کو رُوحِ مستقر کی صورت دے کر ہمیشہ کے لئے بہشت میں رکھا، اور ان کی رُوحِ مستودع کو بشری لباس پہنا کر بطور سایہ بار بار دنیا میں بھیجتا رہا (۶/۹۸) کیونکہ قرآنِ عظیم کا حکیمانہ اشارہ ہے کہ خداوندِ عالم نے انسانوں کے لئے ہر مخلوق کا ایک مفید سایہ بنا دیا ہے (۱۶/۸۱) چنانچہ آپ کا ظاہری وجود آپ کی ہستی باطن کا سایہ ہے، اور سائے کا بار بار نمودار ہو جانا ایک فطری امر ہے۔

حکمت - ۱۳ : بہشتِ برین میں لوگوں کی اناٹے علوی اور رُوحِ مستقر کی موجودگی کی ایک روشن دلیل حور، غلمان، اور ولدان ہیں (۵۶/۱۴، ۵۲/۲۳، ۵۶/۲۳)

یہ لطیف مخلوقات بے شمار خوبیوں کے ساتھ ساتھ جنت کے زندہ گھروں کی حیثیت بھی رکھتی ہیں، اور وہاں ان کا وجود و قیام ازلی وابدی ہے، کیونکہ بہشت اور اس کی تمام نعمتیں ازل میں پیدا کی گئی تھیں، جس کی دلیل و شہادت قرآن حکیم کے ان پُر حکمت کلمات میں موجود ہے:

الف: يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ = ان کی خدمت میں ازلی وابدی لڑکے چلتے پھرتے ہوں گے (۵۶) ب: حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْجَنَّاتِ = عیموں (پردہ ازل) میں ٹھہرائی ہوئی حوریں (۵۶) ج: سُوْرَةٌ وَاقْوَةٌ (۵۶) کی آیات کریمہ ۲۵ تا ۲۸ کا مجموعی مفہوم یہ ہے کہ اصحابِ یمن اور ان کی بیویوں کو جنت میں بحالتِ لطیف ازلی وابدی نوجوان، پیکرِ عشق اور ہم عمر بنا دیا جائے گا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہ کام ازل ہی میں کر دیا ہے۔

حکمت - ۱۴: یہ جہان، یہ کائنات یعنی مکان و زمان گویا ایک قید خانہ ہے، جبکہ لامکان و لازمان (ازل) بہشت کی آزادی ہے، لامکان کا دوسرا نام عالمِ امر ہے، اور انسانی روح عالمِ امر سے آئی ہے (۱۸) جس کا بالائی سیر اور مستقر ہے، جس کا اوپر ذکر ہوا، مومن اور مومنہ کی اصل روح جنت میں رحمانی صن و جمال کا خاص نمونہ ہے، کیونکہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: اے ابنِ آدم! میری اطاعت کر تاکہ میں تجھ کو اپنی زندہ نورانی کاپی بنا دوں گا..... پس خدا نے مرتبہ ازل پر ایسا ہی کیا ہے۔

حکمت۔ ۱۵ : ارشادِ خداوندی ہے : **وَقَاتِلْهُمْ كَيْفَ قَاتَلْتُمُوهُمْ** لَمْ يَمُوتُوا وَوَلَا مَمْنُونَةٌ = اور کبھی ختم نہ ہونے والے اور بے روک ٹوک ملنے والے پھلوں کی کثرت ہوگی (۲۲-۳۳) بہشت کی نعمتوں کا سلسلہ کسی لمبی لکیر کی طرح ہرگز نہیں، کیونکہ لکیر اپنے دونوں سروں پر مقطوعہ (کٹی ہوئی) ہوتی ہے جیسے مقطوعہ _____ مقطوعہ، مگر اس کے برعکس دائرہ لا مقطوعہ ہے، پس بہشت بشمولِ دُنیا دائرہ نما ہے، اور دُنیا ہی آخرت کی کھیتی باڑی ہے، اس لئے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے، آپ ہمیشہ کُلّی طور پر سوچیں، جس زوی سوچ کی عادت ترک کر دیں، یعنی ایسا خیال نہ کریں کہ موت کے بعد اس جہان کی حکمت ختم ہو جائے گی۔

حکمت۔ ۱۶ : قرآنِ پاک کا یہ حکمت آگینِ قاعدہ و قانونِ خوب یاد ہے کہ ہر چیز کے ظاہری بیان کے ساتھ ساتھ پوشیدہ پوشیدہ علم و حکمت کا بیان فرمایا گیا ہے، اس میں ظاہر کہ مثال اور باطن کو مشمول کہتے ہیں، جیسے ارشاد ہے : **وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وُعِلَمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكَنُونٌ** = اور ان کی خدمت میں وہ لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو انہی (کی خدمت) کے لئے مخصوص ہوں گے، ایسے خوبصورت جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی (۵۲) **يَطُوفُ** = وہ طواف کرتا ہے، گھومتا ہے، یعنی آفتاب نورِ عقل اپنے طلوع و غروب کی گردش سے اسرارِ ازل وابد کو ظاہر کرتا ہے، جس کی تمثیل یہاں غلمان سے دی گئی ہے۔

حکمت۔ ۱۷ : یہ ارشادِ سورہ طُور میں ہے : **مُتَكَلِّمِينَ عَلٰی**

سُرِّ مَصْنُوقَةٍ وَرَوَّجَتْهُم بِمَعْوَرِ عَيْنٍ = وہ آنے سانے
 بچھے ہوئے تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، اور ہم خوبصورت
 آنکھوں والی عورتیں اُن سے بیاہ دیں گے (۵۲) ان میں سے ہر متقی عالم
 شخصی کے تختِ سلطنت پر جلوہ افروز ہوگا، اور ہم اس کو اہل بصیرت کا علمی
 عرفانی مرقبے بنا دیں گے، حُودِ عَيْنٍ کا اشارہ ہے: اہل بصیرت، کیونکہ
 چشمِ ظاہر چشمِ باطن کی دلیل ہے۔

حکمت - ۱۸: سُوْرَةُ رَحْمٰن میں ارشاد فرمایا گیا ہے: حُودُ
 مَّقْصُورَاتٍ فِي الْاٰتِيَامِ = عیموں میں ٹھہرائی ہوئی عورتیں (۵۳) یعنی چڑہ
 ازل میں رکھے ہوئے اسرار، جن کے جلنے سے بے حد لذت و شادمانی
 حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جس مقام پر سجدہ ازل ہے، اور جہاں اسرار ازل ہیں،
 وہاں حظیرۃ القدس ہے، جس میں دین و دنیا کی تمام لذتیں اور خوشیاں بصورتِ
 جوہر جمع اور یکجا ہیں، چونکہ یہ خزانہ دونوں جہان کی کُل نعمتوں کا پختور ہے، اس
 لئے اس کی عمدہ عمدہ مثالیں دی گئی ہیں۔

حکمت - ۱۹: میں نے حال ہی میں جوہر کائنات کے عنوان سے ایک
 بہت مختصر مقالہ لکھا ہے، آپ اسے غور سے پڑھیں، اللہ تعالیٰ کے جس بزرگ
 ترین خزانے میں دونوں عالم کی خوبی، خوبصورتی، حسن، جمال، کمال، قدر، قیمت،
 رُوح، عقل، علم، حکمت، نور، فیض، لذت، خوشی، اور دیگر تمام نعمتیں یکجا
 ہوں تو اس کی وضاحت کے لئے بے شمار تشبیہات و تمثیلات کی ضرورت
 ہے، اور خداوندِ قدوس نے اپنا کام کر کے رکھا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ مَثَلٍ مَثَلٍ = اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں سب مثالیں طرح طرح سے بیان کر دی ہیں (۱۸۸) یعنی خزائنہ حقائق و معارف ایک ہی ہے، اور اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔

حکمت - ۲۰، حدیث شریف کا ارشاد ہے: خَلَقَ اللهُ آدَمَ عَلَى

صُورَتِهِ = اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی (رحمانی) صورت

پر پیدا کیا..... فَكُلُّ مَنْ يَخْلُقُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ =

ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا، وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا۔

(مسیح بُجاری، کتاب الاستئذان، باب ۶۸۵) یہاں چند نکات ہیں:

مَنْكَتُهُ أَوَّلُ - مذکورہ حدیث اس آیت کریمہ کی ایک تفسیر ہے، وَلَقَدْ

خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قَلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ =

اور ہم نے تم کو (جسمانی طور پر) پیدا کیا، پھر تمہاری (روحانی) صورت بنا دی،

پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو (۱۱) اہل دانش کے سامنے

یہ ایک تابناک حقیقت ہے کہ کاملین جملہ مدارج روحانیت میں حضرت آدم

کے ہمراہ ہیں۔

مَنْكَتُهُ دَوْمٌ : آدم علیہ السلام جب کامل روحانیت کی بہشت میں

داخل ہو گئے تو ان کو رحمانی صورت عطا ہوئی، اسی طرح جو شخص اس ابتدائی

جنت میں داخل ہوگا، وہ اپنے باپ آدم کی صورت پر ہوگا، اور یہاں یہ اشارہ

ہے کہ آدم کے توسط سے ہر مومن بہشت میں رحمانی صورت پر ہوگا۔

مَنْكَتُهُ سَوْمٌ - مکمل روحانیت ابتدائی اور جزوی بہشت ہے، مگر

کلی بہشت نہیں۔

حکمت - ۲۱ : نباتات بمقابلہ عبادات رُوحِ نامیہ تو رکھتی ہیں، لیکن رُوحِ حیوانی سے محروم ہیں، حیوان جس و حرکت سے زندہ کہلاتا ہے، مگر رُوحِ ناطقہ نہ ہونے کی وجہ سے مُردہ ہے، انسان بنسبتِ حیوان بولنے والی رُوح سے زندہ ہے، تاہم حیاتِ طیبہ اور رُوحِ قدسی نہ ہونے کے سبب سے مُردہ شمار ہوتا ہے، کیونکہ وہ ابھی فنا فی المرشد نہیں ہوا ہے کہ اس کو رُوحِ قدسی مل جائے، پس مُردے دو قسم کے ہیں: زندہ نامُردے (رُوحانی مُردے) اور جسمانی مُردے۔

حکمت - ۲۲ : ارشادِ باری تعالیٰ ہے : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ بِمَا تُعْمَلُونَ (۲۴) گو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو، جب کہ رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمہیں (حقیقی) زندگی بخشنے والی ہے (۲۴) یَحْيِيكُمْ كَاللَّفْظِ بِلَفْظِ تَرْجَمَہ ہے: وہ تم کو زندہ کرے گا، گویا تم ایک طرح سے مُردہ ہو، لیکن ہم کس رُوح کے نہ ہونے سے مُردہ ہیں، حالانکہ انسانی رُوح تو رکھتے ہیں؟ جواب ملتا ہے کہ ہنوز وہ رُوح نہیں آئی جو انسانِ کامل میں ہے۔

حکمت - ۲۳ : اللہ تعالیٰ کائنات و موجودات اور دُنیا و آخرت کی تمام لطیف چیزوں کو امامِ مبین میں گھیر لیتا ہے، کیونکہ امام ہی اس کے نورِ اقدس کا گھر ہے، چنانچہ دو قسم کے مُردوں کو زندہ کر دینے کا خدائی کام اور

اعمال و آثار کا ریکارڈ بھی امامِ مبین ہی میں ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: **إِنَّا نَعْنُ عِنِّي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ط وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ط** یقیناً ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے اور (جو) ان کے نشان پیچھے رہ گئے، ہم ان کو قلمبند کر لیتے ہیں، اور ہم نے ایک ظاہر پیشوا میں تمام چیزیں گن کر رکھی ہیں (۳۶) یعنی امامِ اقدس و اطہر علیہ السلام کے جسمِ لطیف، رُوحِ اعظم، اور عقلِ کامل کے احاطے سے کوئی لطیف شے باہر نہیں۔

حکمت ۱- ۲۴: قلمِ الہی سے ایک عظیم فرشتہ مراد ہے، جس کا نام عقلِ کل ہے، اور رُوحِ محفوظ دوسرا عظیم فرشتہ ہے، جس کو نفسِ کل کہا جاتا ہے، اور یہی دونوں فرشتے حضرت امامِ زمان علیہ السلام کی عقلِ کامل اور رُوحِ اعظم ہیں، یہی نورِ واحد ہے، جو ہمیشہ عالمِ بالا میں قلم و رُوح کا کام کر رہا ہے، اور قادرِ مطلق کی قدرتِ کاملہ کا کمال یہ ہے کہ ہر عارف کے عالمِ شخصی میں نورِ امامت کے باطنی معجزات سب کے سب عملاً دکھائے جاتے ہیں، تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رُوحانی نعمتوں کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

حکمت ۲۵: گذشتہ علمی مجلس میں ہمارے کلکتہ کے جانی عزیزوں نے چند منتخب سوالات کئے، ان میں سے ایک یہ سوال ایسا تھا، جس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت تھی، سوال یہ ہے: **بِعَوَالِدِ قِصَّةِ قُرْآن** (۱۲: ۲۱ - ۲۹) حضرت یوسف علیہ السلام کا قیص پیچھے سے پھٹ گیا تھا،

اس کی ظاہری وجہ تو سب کو معلوم ہے، لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کی باطنی حکمت کیا ہے؟

جواب: اس واقعہ کی تاویل کچھ یوں ہے کہ روحانی معشوق جو دونوں جہان کے سینوں کا شاہنشاہ ہے، جو بہارا جانان اور سب کا سلطان ہے، وہ ہمارے اور آپ کے عشق سے بے نیاز ہے، نیاز مند ہم ہی ہیں، وہ نہیں لہذا ہم اس کو ذکر کے محل میں روک لینا چاہتے ہیں لیکن وہ رکتا نہیں، تاہم ایک نایک دن اس کا دامن اقدس آگے سے نہیں پیچھے سے ہاتھ آتا ہے، اور ہمارے واپس لانے کی کوشش اور اس کے بھاگ جانے کے قصد کی کشاکش سے کڑی لطیف پیچھے سے پھٹ جاتا ہے، یہ ایک روشن دلیل ہے کہ ساری عشق کو ہم نے چھیڑا تھا، ہم ہی وہ عشق کے غریب لوگ تھے، جو مل کر دیا کرتے تھے، تب بھی وہ متوجہ نہیں ہو رہا تھا، تاہم خدا کا شکر ہے کہ عشاق منازل امتحان سے آگے گئے، اور وہ کامیاب و کامران ہو گئے، اب بجز اللہ شمرہ عشق مل گیا، وہ بھی عجیب طرح سے کہ جس بمثال و لازوال حسن و جمال کے خزانے کے لئے ہم مر رہے تھے، وہ واللہ! ہماری اپنی ہی رُوح کی رُوح (جانِ جان) اور انائے علوی ہے، ہم اب بھی بڑھتے ہیں، کیونکہ بے پناہ خوشیوں کو ہضم کرنے کے لئے شاید یہی طریقہ بہتر ہے،
الحمد للہ رب العالمین۔

حکمت: ۲۶: اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن حکیم کی ساری آیات یا بعض آیات ذیلی کتب (۹۸) کا حکم رکھتی ہیں، تاہم اس بندہ ناچیز

کی ہمت محدود رسائی کے مطابق قرآنِ عظیم کے باطنی اور ظاہری معجزات ہوتے رہتے، منجملہ ایک آیت کہ یہ ایسی ہے کہ ہر بار اس کی ایک نئی حکمت دل و دماغ کو چھو کر گئی، جس سے مجھے بیحد حیرت ہوتی رہی، وہ آیت مبارکہ یہ ہے:-

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۗ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ (۲۱)

اس کی ایک مثالی حکمت: انسانِ خاص کو ذکرِ سرخ سے پیدا کیا گیا ہے، میں تمہیں عنقریب عالمِ بالا اور مقامِ عقل کے خزانے کھول کر دکھا دوں گا، تاکہ تمہیں اس سے حظیرہ القدس کی جنت و راحت نصیب ہو، اور تم آرام و سکون سے رہ سکو۔ حکمت - ۲۷: قرآنِ حکیم آسمانی اور خدائی حکمت کی کتاب ہے، اس لئے اس میں جو جو احکام ظاہر ہیں، وہ عوام و خواص سب کے لئے ہیں، لیکن جو احکام حکمتی اشارات میں پوشیدہ ہیں، وہ صرف خواص ہی کیلئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا = خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (۲۸۶) چنانچہ اہل طریقت اور اہل حقیقت کے لئے قرآنِ پاک کا یہ اشارہ ہے کہ وہ جسمانی موت سے پہلے ہی نفسانی موت کا تجربہ کر کے علم و معرفت کی غیر فانی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔

یہ ایسی چند آیات مبارکہ کے حوالہ جات ہیں، جن میں نفسانی موت کا اشارتی حکم موجود ہے:

(الغَمُّ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۗ (۲۵۴) تم اپنے اپنے نفسِ امارہ کو قتل کرو۔

(ج:) پھر نفسانی موت کے بعد ہم نے تم کو از سر نو زندہ کر دیا تاکہ تم احسان مان لو (۲۶)
 (ج:) اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكُمْ اَنْ تَذُبُّوْا بَنَفْسِكُمْ ۗ وَ اَنْ تَذُبُّوْا بِنَفْسِكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَكَنّٰمٌ
 حکم دیتا ہے، کہ ایک بیل ذبح کرو۔ یعنی نفسِ حیوانی کی قربانی کرو۔

(د) فَتَمَتُّوْا الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۷) پس اگر تم سچے ہو
 تو (عملاً) موت کی آرزو کرو، یعنی نفسانی موت سے یہ ثابت کرو کہ تم
 سب سے پہلے بہشت میں داخل ہو چکے ہو۔

حکمت - ۲۸، قرآنِ مقدس کے بنیادی اور بڑے اہم موضوعات
 میں سے ایک سنتِ الہی کا موضوع ہے، جس کو خصوصی توجہ اور گہری نظر
 سے پڑھنے کی ضرورت ہے، تاکہ اس کی روشنی میں عامۃ الناس کا یہ بڑا پیچہ
 مسئلہ خود بخود حل ہو سکے کہ آیا حضرت آدمؑ، حضرت عیسیٰؑ، دوسرے انبیاء
 اور سب انسان ایک ہی قانونِ فطرت کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں یا پیدائش
 کے الگ طریقے مقرر ہیں؟ لیکن حقیقت میں پیدائش کا ایک ہی طریقہ
 ہے، کیونکہ اللہ کی ایک ہی سنت ہے، اور ایک ہی قانونِ فطرت، جیسا
 کہ فرمایا گیا ہے :-

فَمَلَكْنَا اللّٰهَ الَّذِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ
 لِخَلْقِ اللّٰهِ ۗ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ الْقِيَمِ (۲۹) (مفہوم: خدا کی فطرت یعنی
 قانونِ آفرینش وہی ہے، جس پر لوگوں کو پیدا کرتا رہا ہے) ایسا کوئی زمانہ
 نہ تھا اور نہ کبھی ہوگا، جس میں خدا کی ایسی مخلوق نہ ہو اللہ کی آفرینش میں کوئی
 تبدیلی نہیں (اور نہ اس کی سنت میں کوئی تبدیلی ہے) اور یہی ہمیشہ قائم رہنے

والادین اور اس کے ماننے والے لوگ ہیں۔

حکمت - ۲۹، سُوْرَةُ دَهْرٍ (۶۶) میں ارشاد ہے: اِنَّا خَلَقْنَا
اِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ، ہم نے (ہر) انسان کو نطفہ مخلوط
سے پیدا کیا۔ یہ ایک کئی قانون ہے، جس سے کوئی فرد بشر متشاء نہیں
ہو سکتا، چاہے حضرت آدم ہو یا حضرت عیسیٰؑ، یا کوئی ایسا بشر جو جثہ ابدیہ
میں زمین پر اترا ہو، کیونکہ سولہ لے اللہ کے کوئی بھی ماں باپ کے بغیر نہیں،
آپ ہر چیز کو حکمت دائرہ نما کی روشنی میں دیکھیں۔

حکمت - ۳۰، قرآن مجید کے چار مقام (۱۸، ۲۲، ۲۵، ۲۶) پر
یہ ذکر آیا ہے کہ نیکو کاروں کو بہشت میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے،
کنگن کلائی کا ایک زیور ہے، جس کو عربی میں اَمَّاسِوْرٌ (واحد، سو اُڑ) فارسی
میں دستبنہ، اور انگریزی میں BANGLE کہتے ہیں، جاننا چاہئے کہ یہ حکمت
دائرہ نما کی ایک مثال ہے، جو کون و مکان کے تمام اسرار کو گھیر لیتی ہے،
ورد عقل و جان کی بہشت برین میں سونے کے کنگن کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے،
جیسا کہ سُوْرَةُ حَجِّ کا یہ ارشاد ہے:

يُحَلِّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لَوْلُؤَا وَّ
لِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيْرٌ (۲۳) وہ سونے کے کنگنوں اور موتیوں
سے آراستہ کئے جائیں گے، اور ان کے لباس ریشم کے ہوں گے۔ یعنی
ان کو ایسا علم و حکمت عطا ہوگا، جو دائرہ نما اور مستدیر (گول) ہے، جس
کی نہ کوئی ابتداء ہے، اور نہ کوئی انتہا، اور لوگو کو ہر عقل ہے، جو ازلی وابدی

مجیدوں کا مظاہرہ کرتا رہتا ہے، اور ریشمی لباس سے جُتہ ابداعیہ مُراد ہے، جس طرح پوشاک میں سب سے عمدہ اور سب سے نفیس ریشمی لباس ہی ہوتا ہے، اسی طرح تمام اجسام میں سے اعلیٰ و افضل جسم لطیف (جُتہ ابداعیہ) ہے۔

حکمت - ۳۱ : یہ ارشاد سورہ یاسین (۲۶-۴۲) میں ہے :
 وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْغُلُقِ الْمَشْحُونِ ط وَ
 خَلَقْنَا لَهُمْ مِنْ مِثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ط اور ان کے لئے یہ بھی ایک
 نشانی ہے کہ ہم نے ان کی ذریت (ذراتِ ارواح) کو بھری ہوئی کشتی میں سوار
 کر دیا، اور پھر ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں اور پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے
 ہیں (۲۶-۴۲)۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دو بھری ہوئی کشتیاں تھیں، ایک ظاہری اور دوسری باطنی، باطنی کشتی سے امامِ وقت علیہ السلام کی بابرکت ہستی مُراد ہے، اور امامِ برحق ہر زمانے میں موجود ہوتا ہے، جیسے مذکورہ آیتِ کریمہ میں ارشاد ہے، کہ کشتیِ نوح کے بعد بھی خداوندِ قدوس نے ویسی ہی کشتیاں پیدا کی ہیں، یعنی کشتیِ امامت جو کشتیِ نجات ہے، اس سے کبھی دینا خالی نہیں ہو سکتی، جیسے حدیثِ شریف میں ہے :-

مَنْزِلَةُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
 وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ = تمہارے درمیان میرے اہل بیت کا مقام
 کشتیِ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا اُس کو نجات مل گئی، اور جس نے

اس سے مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔

حکمت۔ ۳۲: اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں حکایہ فرماتا ہے: فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهُ مِنِّيْ (۲۶، ۱۱۲) پس جو شخص میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے یعنی میرا روحانی فرزند ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی کے بارے میں ارشاد فرمایا: سَلْمَانَ مِّنْ اٰهْلِ الْاَبِيْتِ = سلمان، ہم اہل بیت میں سے ہے۔ اور حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنے بعض دوست داروں سے فرمایا: اَنْتُمْ مِّنْ اٰهْلِ الْاَبِيْتِ = تم ہم اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ بھول نہ جائیں کہ ایسی بے مثال اور اعلیٰ ترین روحانی ترقی کا وسیلہ اطاعت و محبت ہی ہے۔

حضرت مولا علی صلوات اللہ علیہ نے سلمان کے بارے میں فرمایا: علم العلم الاوّل والعلم الاخر، وهو بحر لا ينزف = (سلمان) علم اول اور علم آخر کا منارہ اور نشان ہے، اور وہ ایک ایسا سمندر ہے جو (استعمال کرنے سے) کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (کتاب المجالس والمسائرات، ص ۵۶، از سیدنا قاضی نعمان)۔

حکمت۔ ۳۳: انسانِ کامل کا عالمِ شخصی ربّانی علم و حکمت کے عجائب و غرائب اور تمام معجزات کا کارخانہ ہوا کرتا ہے، منجملہ ایک بہت بڑا معجزہ یہ بھی ہے کہ خداوندِ عالم شخصِ کامل کی ہستی کے سانچے میں ڈھال ڈھال کر فرشتے بنا دیتا ہے، یہ فرشتہ اس عظیم المرتبت انسان کی کاپیاں بھی

ہیں، یہ معجزہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وقت میں طیسر (پرند) کی مثال پر کرتے تھے (۲۹، ۳۰) حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے نزدیک یہ رحمتِ الہی مومنین کو ملوک و سلاطین بنانے کے لئے ہے (۳۱) اور اللہ تعالیٰ کا یہ سب سے بڑا انعام ہر زمانے میں ممکن ہے۔

حکمت - ۳۲: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ائتنی اخذ الوحی عن جبریل، وجبریل یاخذہ عن میکائیل، ومیکائیل یاخذہ عن اسرافیل واسرافیل یاخذہ عن اللوح واللوح یاخذہ عن القلم = یقیناً میں وحی جبرائیل سے حاصل کرتا ہوں، جبرائیل میکائیل سے لیتا ہے، میکائیل اسرافیل سے لیتا ہے، اسرافیل لوح محفوظ سے لیتا ہے، لوح محفوظ قلم سے لیتی ہے۔ پس اسی طرح پانچ حدودِ علوی سے ناطقوں کو تائید حاصل ہوتی ہے، جن کا ذکر ہوا، پھر نطقاً اور مستجیبین کے درمیان علم و ہدایت کے لئے پانچ حدودِ سفلی ہیں: اساسان، امامان، مجتہان، نقیبان (صاحبانِ جزائر) اور داعیان (اجنح)۔ (کتاب اسائن التاویل، ص ۷۰)۔

حکمت - ۳۵: مذکورہ کتاب کے ص ۳۲۱ پر یہ حدیث اور اس کی مختصر تاویل اس طرح درج ہے: اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِسُورِ اللَّهِ، یعنی الامام = مومن کی فراست سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا رہتا ہے، یعنی امام کی فراست سے (جامع ترمذی، جلد دوم، تفسیر سورہ بقرہ)۔

یقیناً یہاں مومن سے امام کا یہ مقام ہی مراد ہے، کیونکہ وہ امیر المؤمنین ہے،

اس لئے زمانے میں اول المومنین وہی ہے، اور نور الہی کا حامل بھی وہی ہے، اس کے برعکس مہر عام مومن یہ سوچ بھی نہیں سکتا، کہ وہ خدا کے نور کی روشنی میں دیکھتا ہے، سمجھنے والوں کے لئے اس حدیث شریف کا پہلا اشارہ ہی کافی ہے کہ جن کو ڈرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ الگ ہیں اور زیادہ، اور جس کی فراست سے ڈرنا چاہئے، وہ الگ ہے اور صرف ایک، ہوشمندوں کے لئے اتنا کہنا کافی ہے۔

حکمت - ۳۶؛ سورہ توبہ (۹:۵) میں ارشاد ہے: وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ = اور ان سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ، خدا اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے۔
 بقول حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام یہاں مؤمنون سے حضرات ائمتہ علیہم السلام مراد ہیں (ملاحظہ ہو، کتاب دعائم الاسلام، عربی، جلد اول ص ۱۲)۔
قَوْلَهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الشَّاقِقِينَ (۹:۱۱۹)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس قرآنی تعلیم کو غور سے دیکھ لیں، ایک طرف وہ سارے لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور دوسری طرف صادقین، یعنی ائمہ آل محمدؑ، جیسا کہ حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ صادقین ہم ائمہ ہیں، ایسے میں قرآن پاک کا حکم ہے کہ اہل ایمان اللہ سے ڈرتے ہوئے سچوں کی پیروی کریں، اور علم و عمل میں ان کے ساتھ ہو جائیں۔

حکمت - ۳۷: حدیثِ نبویؐ ہے: **أَخْلَقْتُ كُلَّهُمْ عِيَالًا اللَّهُ فَاَحْبَبْتُمْ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعَهُمْ لِعِيَالِهِمْ** = مخلوق سب کی سب گویا اللہ کا کنبہ ہے، لہذا جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے گا، وہی اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا۔ (مجمع البحرین، ص ۷۰، بحوالہ طبیرانی و بیہقی)۔

جب حضرت رب العالمین اہل زمانہ کو ان کے امام وقت کے ساتھ بلا لیتا ہے تو اسی دوران ان سب کو دوزخِ جہالت سے نجات مل جاتی ہے، کیونکہ یہ واقعہ: **يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنثَىٰ بِإِيمَانِهَا** (جس دن ہم اہل زمانہ کو ان کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے) قیامتِ صغریٰ بھی ہے، اور دینِ حق کی طرف زبردستی دعوت بھی (۱۶) دینا بھر میں جو عیال اللہ ہے، اس کے حق میں اس سے بڑا مفید کام کوئی اور ہرگز نہیں کر سکتا۔

حکمت - ۳۸: **رَوَىٰ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ (ص) أَنْتَ قَالَ**

لِعَلِيٍّ (ع): أَنْتَ رَبُّنَا هَذِهِ الْأُمَّةُ، وَذَوَقْنِيهَا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے حضرت مولا علیؑ سے فرمایا: تم اس امت کا مرنے والے ہو، اور اس کا ذوالقرنین ہو۔ (المجاسس المویذیۃ، المائتۃ الأولى، ص ۳۶۵) آپ سب اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ ہر وہ آیہ کریمہ اور ہر ایسی حدیث صحیحہ جو مولا علیؑ علیہ السلام کی شان میں وارد ہوئی ہے، وہ ہر زمانے کے امام سے متعلق ہے، کیونکہ نورِ علیؑ جو خدا و رسولؐ کا نور ہے، وہ امامت کے پاک سلسلے میں جاری و ساری رہا ہے، جس سے لوگوں کی روحانی و عقلانی پرورش ہوتی رہتی ہے، اصر

یہ مرقی جو اللہ ورسول کی جانب سے مقرر ہوا، وہ ہمیشہ دنیا میں موجود ہے۔
حکمت - ۳۹: مذکورہ کتاب کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے: خدا کے اسماء
دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک قسم کے اسماء وہ ہیں، جو ملفوظ اور حروفِ تہجی
سے مرکب ہوتے ہیں، جن کو کوئی کتاب لکھتا ہے، اور کبھی کبھار کسی وجہ
سے مٹاتا بھی ہے، اور دوسرے اسماء زندہ، گوہیندہ، دانا اور اشرف
ہوا کرتے ہیں، جیسے انبیاء، اوصیاء، اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں،
جو میرق و نشانِ آخرت، دلائلِ توحید، اور عجد و معبود کے درمیان وسیلہ اور
واسطہ ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہ اسماء الحسنى (۱۸، ۱۱، ۲۸، ۵۹) کسی کسی
بے شمار برکتوں کے خزانے ہیں: ان میں کتنی عجیب و غریب رُوح پرور اور
ایمان افزو روشنیاں ہیں! پس کوئی شک ہی نہیں کہ خدائے رحمان و رحیم کا
اسمِ اکبر، اسمِ اعظم، سب سے بڑا نام، اور نقشِ مکرم امامِ زمان صلوات اللہ
علیہ و سلامہ ہے، الحمد للہ۔

حکمت - ۴۰: قرآنِ کریم کی جتنی آیات مبارکہ کُل کے عنوان کے
تحت وارد ہوئی ہیں، وہ یقیناً کلیات (ہمہ گیر قوانین) ہیں، ان میں بار بار
غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے، جیسے ارشاد ہے: **كُلُّ شَيْءٍ عِندَنَا بِاِذْنٍ**
اَلَا وَجْهَدُ لَدَ الْاَلْاٰمِ كُمْ وَاِلَيْدُنَا تَرْجَعُوْنَ (۱۸) اس کے پاک
پہرے کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے، اسی کا امر ہے، اور اسی کی
طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ہلاکت و فنایت ایسی ہرگز نہیں، جس کو عدم محض کہا جائے، بلکہ یہ اشیائے کائنات کو دستِ قدرت سے لپیٹ لینے کے معنی میں ہے، ایسے میں ہر شئی و جہ اللہ کے سامنے غیر شعوری طور پر فنا ہو جاتی ہے، مگر صرف عارف ہی ہے جو شعوری اور عرفانی طور پر فنا فی اللہ کی سب سے بڑی سعادت حاصل کر لیتا ہے، عزیز دوستو! آؤ، ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ ہمیں توفیق و ہمت عطا فرمائے؛ تاکہ ہم قرآنِ عظیم کی کچھ خدمت کر سکیں، آمین؟

ن. ن. (حبِ علی) ہونزائی

ذوالفقار آباد۔ گلگت

پیر ۲۵۔ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ / ۶۔ جون ۱۹۹۴ء

Luminous Science

Knowledge for a united humanity

قیامت اور معرفت

س۔ ۱: اے نور عین من! مجھے اس کا جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے جنّ و انس

کو کس مقصدِ عالی کے پیش نظر پیدا کیا؟

ج: حق سبحانہ و تعالیٰ نے کی عبادت کے لئے۔

س۔ ۲: اے عزیز! کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ حقیقی عبادت کے لئے سب

سے ضروری شرط کون سی ہے؟

ج: جی ہاں! عرض کرتا ہوں کہ قابل قبول عبادت کی سب سے اہم

شرط یقین یعنی معرفت ہے، جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، لا عمل الا بذیتہ و لا عبادۃ

الا بیقین، ولا کرم الا بالتقویٰ = نیت کے بغیر کوئی عمل

نہیں، اور یقین (معرفت) کے بغیر کوئی عبادت نہیں، اور تقویٰ

کے بغیر کوئی بزرگی نہیں۔ (دعائم الاسلام، جلد اول عربی ص ۱۰۵)۔

س۔ ۳: اے نور چشم من! معرفت جو یقین کے معنی میں ہے، اس کے

کتنے درجے ہیں؟ اور وہ درجات کن ناموں سے مشہور ہیں؟

ج: یقین کے تین درجے ہیں، علم الیقین، عین الیقین، اور حق

الیقین۔

س۔ ۴ : اے عزیزانِ من ! اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ زمانی اعتبار سے ہر مومن اور مومنہ کے لئے معرفت پہلے آتی ہے یا قیامت ؟

ج : ایک معرفت قبل از انفرادی قیامت ہے، دوسری معرفت قیامت کے ساتھ ساتھ ہے، اور تیسری معرفت قیامت کے بعد ہے، یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین۔

س۔ ۵ : اے میرے دل کے عزیزان ! آپ یہ سمجھائیں کہ انفرادی قیامت یا قیامت صغریٰ کب واقع ہوتی ہے ؟ اس میں اور قیامت کبریٰ میں کیا فرق ہوتا ہے ؟

ج : جو شخص اسمِ اعظم کی خصوصی عبادت و ریاضت کے ذریعہ سے قبل از جسمانی موت نفسانی طور پر مَر جاتا ہے، اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے، جیسا کہ ارشادِ نبویؐ ہے : من مات فقد قامت قیامتہ = جو کوئی مرتا ہے، اس کی قیامت برپا ہو جاتی ہے (ایجاد العلوم، جلد چہارم، ص ۱۰۶) قیامت صغریٰ ہر امام کے زمانے میں ہوتی ہے (۱/۱۶۱) اور قیامت کبریٰ حضرت قائمؑ کے زمانے میں، تاہم روحانی اور باطنی طور پر ہر قیامت ایک جیسی ہوا کرتی ہے۔

س۔ ۶ : اے نورِ نظر ! تم قرآنِ پاک کی روشنی میں یہ تو بتاؤ کہ لفظِ یقین

کس طرح معرفت کا ہم معنی (مترادف) ہو سکتا ہے ؟

ج : ارشاد ہے : وَكَذَلِكَ نَسْرِيهِمْ اَنْبِرَاهِمُ مَلَكُوتِ السَّمٰوٰتِ

وَالْأَرْضِ وَلَيْكُونَ مِنَ الْمُسَوِّقِينَ ۝ (۵۱) اور ہم اسی طرح
ابراہیمؑ کو زمین اور آسمانوں کا نظام سلطنت دکھاتے تھے، تاکہ
وہ یقین کرنے والوں (اہل معرفت) میں سے ہو جائے۔

س۔ ۷ : اے دوستانِ عزیز! کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ کن کن اسرارِ خفی کی
معرفت ممکن ہے؟ اور وہ اشیاء کون سی ہیں جن کی معرفت
غیر ممکن ہے؟

ج : جب حضرت رب کی معرفت ممکن ہے تو پھر ہر عظیم شے کی معرفت
ممکن ہے، مثلاً عرش و کرسی، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، کتب
سماوی، ملائکہ، انبیاء و اولیاء (آئمہ) ارواح، وغیرہ۔

س۔ ۸ : عزیزِ ساتھیو! آپ میں سے کوئی سینئر یہ بتائے کہ ہر عظیم شے کا
مشاہدہ باطن کس طرح ممکن ہو جاتا ہے؟

ج : جیسا کہ حدیثِ قدسیٰ نوافل کا ارشاد ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ
اپنے بندہ خاص کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ مراحلِ روحانی
اور مقاماتِ عقلانی کے حقائق و معارف کو دیکھتا ہے، اور یقیناً
ایسی آنکھ جس میں خدا کا نور کام کر رہا ہو، اسرارِ ازل و ابد کو لوح
م محفوظ میں دیکھ سکتی ہے۔

س۔ ۹ : اے برادران و خواہرانِ روحانی! خوش بختی سے آپ پر اسرارِ
امامت منکشف ہو گئے ہیں، لہذا آپ میں سے کوئی عزیز
یہ بتائیں کہ امامِ مبین کا نورِ اقدس جو زندہ و گویندہ لوحِ محفوظ

ہے، اس میں قرآنِ کریم اور ہر چیز کس طرح محفوظ ہے؟
ج: (۱) قرآن ظاہراً ایک کتاب اور باطناً ایک نور ہے، وہ نور باطن
میں نورِ امامت کے ساتھ ایک ہے۔

(ب) امامِ اقدس و اطہر کی عقل و جان عقلِ کل اور نفسِ کل کے نام سے
دو انتہائی عظیم فرشتے ہیں، اور یہی قلمِ الہی اور لوحِ محفوظ بھی
ہیں، چنانچہ ان میں قرآن اور ہر چیز اپنی ازلی صورت و حرکت کے
ساتھ موجود و محفوظ ہے۔

(ج) عالمِ بالا کا دوسرا نام لامکان ہے، وہ اس مادی کائنات کے
برعکس ہے، اس میں ماضی بھی نہیں، مستقبل بھی نہیں، صرف
حال ہی حال ہے، کیونکہ وہاں زمانِ ناگزیر نہ (دہر) ہے جس
میں تمام ازلی و عقلی چیزوں کا تجدید ہوتا رہتا ہے۔

س-۱: اے میرے بہت ہی عزیز روحانی بھائیو! اور بہنو! کیا آپ اس
حقیقت کی کوئی روشنی دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ قرآن اور امام کے
نورِ واحد کا باطنی دیدار ممکن ہے، اور اس کے اسرارِ ازل کا شاہد
ہو سکتا ہے؟

ج: جی ہاں، انشاء اللہ، سورہ نمل کا پُر حکمت خاتمہ اس طرح ہے،
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُورِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا
(۲۴/۹۳) ان سے کہو، تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، عنقریب وہ
تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا، اور تم انہیں پہچان لو گے یعنی

عقلِ کلّ (الحمد = حمد) اللہ ہی کا ہے، وہ تمہیں اسی مرتبہ عقل پر اپنی آیات (قلم، لوح، قرآن، وغیرہ) دکھادے گا، اور تم ان کی روحانی اور عقلی معرفت حاصل کرو گے۔ آفاق و انفس کی تمام آیات (معجزات = نشانیاں، ۲/۵۳) جو حصول معرفت کے لئے ضروری ہیں، وہ سب کی سب قرآن اور امام کے نورِ واحد میں محدود و مرکوز ہیں (۳/۳۶)۔

س۔ ۱۱: اسے برادران و خواہرانِ ایمانی! آپ کو اس حقیقت کا علم ہے کہ حضرت مولانا علی علیہ السلام کی علمی فضیلت و برتری تقریباً سب مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہے، لہذا آپ ان کے اس منظوم کلام سے کوئی حکمت بیان کریں: **وَتَحْسَبُ أَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيرٌ + وَفِيكَ الظُّلْمَى الْعَالَمِ الْاَكْبَرِ =** اور تو خیال کرتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جرم ہے، حالانکہ تجھ میں عالمِ اکبر لپٹا ہوا ہے۔ **وَانتِ الْكِتَابِ الْمُبِينِ الَّذِي + بِأَحْسَرُ فِيهِ يَطْهَرُ الْمَطْمَرُ =** اور تو وہ کتابِ مبین ہے جس کے حرفوں سے پوشیدہ راز ظاہر ہوتے ہیں۔

ج: اگرچہ بنظرِ ظاہریہ بیرونی کائنات عالمِ اکبر ہے، اور انسان عالمِ اصغر، لیکن حقیقت میں آدمی خود عالمِ اکبر ہے، کیونکہ آسمانوں اور زمین کو عالمِ شخصی میں لپیٹ لیا جاتا ہے، جیسے قرآن حکیم میں اس کا ذکر آیا ہے (۲/۱۱۶، ۳/۶) اور یہ سب سے بڑا معجزہ اُس وقت ہو جاتا ہے، جبکہ مومن مساک امام برحق علیہ السلام میں فنا ہو جاتا ہے، اسی حال میں مومنین و مومنات کو نور حاصل ہو جاتا ہے۔ (۵/۱۶)

۵۶، ۶۸) اور وہ بولنے والی کتاب ہو جاتے ہیں، جس میں اسرارِ معرفت ہیں۔

س۔ ۱۲: اسے طالبانِ حقیقت! حضرت امامِ اقدس و اطہر علیہ السلام جو کتابِ مبین کے لئے نور و معلم بھی ہے (۱۵) اور قرآنِ ناطق بھی (۲۳، ۲۵) اس سے بھر پور علمی و عرفانی فائدہ اٹھانے کے لئے کیا طریقہ ہو سکتا ہے؟

ج۔ مکمل اطاعت و فرمانبرداری اور کامل محبت و عشق کے ذریعہ سے امامِ عالی مقام میں فنا ہو جانا، تاکہ قیامتِ صغریٰ برپا ہو جائے، اور مولائے پاک کا مقدس نور کتابِ ناطق اور نامہ اعمال کے طور پر کام کرے، یہ سب کچھ اسی زندگی میں ممکن ہے، تاکہ مومنین و مومنات کے لئے علم و معرفت کی لازوال دولت ہتیا ہو سکے۔

س۔ ۱۳: میرے بہت ہی عزیز دیندار بھائیو اور بہنو! آپ اور تمام اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا درود نازل ہو، (۳۳) آپ یہ بتائیں، کہ ایسے درود کا نتیجہ و ثمرہ کیا ہے؟ اور وہ عظیم فرشتے کون ہیں جو ایمان والوں پر درود بھیجتے ہیں؟

ج۔ چونکہ یہ درود اہل ایمان کو جہالت و نادانی کی تاریکیوں سے نورِ عقل کی طرف لانے کے لئے ہے، اس لئے یہ کہنا حقیقت ہے کہ درود کا میوہ رُوح پرور علم و حکمت ہی ہے، اور خداوندِ بزرگ و برتر کے بعد صلوة بھیجنے والے فرشتے آسمان پر عقلِ کل

اور نفسِ کُل ہیں، اور زمین پر ناطق و اسکس، جن میں دوسرے تمام
 آسمانی اور زمینی فرشتے جمع ہیں، پس امامِ زمانؑ جو دعائے برکات
 فرماتے ہیں، وہ حقیقت میں درود ہے، جس کا ذکر سورۃ احزاب
 (۲۳) میں ہے۔

س۔ ۱۲، اے برادران و خواہرانِ حقیقی! رُوح ہر جا حاضر ہے، یعنی کائنات
 بھر میں موجود ہے (OMNIPRESENT) اور آپ بھی بتائیں کہ رُوح
 کے اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف کیا ہیں؟

ج۔ انسانی رُوح نورِ الہی کا عکس ہے، جیسے آئینے میں آفتاب کا
 عکس ہوتا ہے، وہ ظِلِّ الہی ہے، وہ کنزِ مخفی ہے، وہ مونوویا لٹی
 ہے، وہ حقیقتِ حقائق ہے، وہ نفسِ واحدہ اور نفسِ کُل ہے،
 وہ جانِ جان اور جانان ہے، وہ مولا ہے، اور مولا ہی ہماری
 آخری اور اصل رُوح ہے، الحمد للہ رب العالمین۔

ن۔ ن۔ (حُبِّ عَلی) ہونزائی

گلگت

۱۲۔ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ / ۲۴۔ مئی ۱۹۹۴ء

جوہر کائنات

۱۔ دنیا کی ہر چیز قانونِ جوہر کی بدولت قائم ہے، مثال کے طور پر جہادات کا جوہر نباتات ہیں، نباتات کا پختہ حیوانات، حیوانات کا خلاصہ انسان ہیں اور انسانوں کا جوہر انسانِ کامل، کیونکہ وہ فعلاً و عملاً عالمِ شغفی ہو چکا ہے، اور اس میں بطورِ خلاصہ ہر چیز لہ آگئی ہے۔

۲۔ معدنیات اور قیمتی پتھر مٹی اور پہاڑوں کے جوہر ہیں، موتی سمندر کے جوہر، پھول پھل درخت کا پختہ ہیں، مغز پھل کا خلاصہ ہے، تیل مغزِ کاسٹ اور روشنی تیل کا جوہر ہے۔

۳۔ گھاس سے کہیں دودھ نہیں بن سکتا، مگر گائے و بیلہ کے کارخانہ بان میں پھولوں اور پھلوں سے اصل شہد کوئی نہیں بنا سکتا، مگر اس کام کی صلاحیت شہد کی مکھی کو عطا کی گئی ہے، الغرض دودھ کا خلاصہ مکھن اور پھولوں کا خلاصہ شہد ہے۔

۴۔ حقیقی مومنین اور اللہ کے دوست، حلال ماکولات و مشروبات سے ذکر و عبادت اور علم و عمل کا جوہر بنتے ہیں، یہ جوہر کسی شک کے بغیر ایک تُوڑ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جو جوہر جہادات، نباتات، حیوانات، اور عام انسانوں سے بناتا رہتا ہے، ان سے کہیں زیادہ بہتر جوہر کا ملین و مومنین

سے بنانا ہے۔

۵۔ اب ہم نتیجے کے طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب آدمی روحانیت و عقلانیت کے درجہ کمال کو حاصل کر لیتا ہے، تو وہ یقیناً جوہر کائنات ہو جاتا ہے، ایسے میں مکان و زمان کی تمام چیزیں اس کی طرف مرکوز ہو جاتی ہیں، جوہر کائنات کہیں یا گوہر کائنات مطلب ایک ہی ہے، اس گوہر یا جوہر میں بے شمار جوہر کی یک جاتی اور وحدت ہے، اس لئے اسکے بے حساب اسماء و امثال ہیں، آپ قرآن حکیم میں گوہر کون و مکان کے زیادہ سے زیادہ ناموں اور مثالوں کو جاننے اور پہچاننے کے لئے سعی کریں، تاکہ اس عمل سے آپ کی تاویلی حکمت میں امتنا فرموسکے، انشاء اللہ۔

ن.ن۔ (حب علی) ہونزائی

راول ہٹل۔ راولپنڈی

جمعہ ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ / ۲۰ مئی ۱۹۹۴ء

حکمت آموز نصیحت

۱۔ اے نور عین من! اے عزیز من! نورِ حق کا عاشق صادق ہو جاؤ، کیونکہ تم کو اسلام کا ایک خاص مقام مل گیا ہے، اور اس مقصدِ عالی کے تمام تر وسائل ہتیا ہیں، دیکھو، سوچو، دنیا کے بے شمار انسانوں میں تمہارا دینی مرتبہ کیا ہے؟ ذرا پیچھے کی طرف مڑ کر جائزہ لو، کتنے لوگ ہوں گے جو تمہاری منزل سے بہت ہی دُور اور بہت ہی پیچھے ہیں؟

۲۔ اے نورِ چشم من! میں مانتا ہوں کہ تم کسی اعتبار سے اچھے ہو، تمہاری خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے، اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ تم اپنی نیک بختی سے فائدہ اٹھاؤ، اور علم و عبادت میں خوب ترقی کرو، تم عالمِ اسلام کے ایک ایسے مذہب میں ہو کہ اس میں ترقی ہی ترقی ہے، پس سعی کرو اور آگے بڑھو، تاکہ آخرت میں کم ترقی ہونے کی وجہ سے کوئی افسوس نہ ہو۔

۳۔ اے نورِ نظرِ بختِ جگر! ذکر و عبادت کی غرض سے شبِ خیزی کی عادت بنا لو، مناجاتِ بدرگاہِ قاضی الحاجات کے پُر نور وسیلے سے عشق و فنا کے سمندر میں غوطہ زنی کرو، تاکہ اس سے آئینہٴ قلب پاک صاف ہو، پھر اس میں انشاء اللہ عالمِ علوی کی تجلیات دیکھو گے، اور اس کے نتیجے میں عشقِ سماوی مستحکم ہوگا۔

۳۔ اے نور دیدہ من! حقیقی علم نور و سرور کا راستہ ہے، تم اس پر گامزن ہو جاؤ، اور خدا شناسی کے مجیدوں کو حاصل کرتے رہو، اگر روز بروز علمی دولت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، تو دل و جان سے شکر کو تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو جائے، اور اس کی عطا کردہ نعمتیں برقرار رہیں۔

۵۔ اے میرے دل کے عزیزان! یہ زمانہ جس میں آپ دنیا میں آئے دورِ قیامت اور دورِ تاویل ہے، اس میں آپ سب کو حضرت قائم علیہ السلام کے علمی لشکر میں بڑی لشکر گزاری کے ساتھ شامل ہو جانا ہے، کیونکہ اب تاویلی جگہ بڑے زوروں پر جاری ہے۔

۶۔ میرے بہت ہی عزیز ساتھیو! ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی جب سب سے بڑی طاقت علم و دانش ہی ہے تو علمی حرب سب سے بڑی حرب کیوں نہ ہو، اگر یہ بات حقیقت ہے تو یہ کہنا بھی درست ہوگا، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا آسمانی لشکر معزز ہے، اسی طرح زمینی لشکر بھی معزز ہے، جیسے سورۃ فتح (۲۵، ۲۶) میں ارشاد ہے: **وَاللّٰهُ جَمُّوۃُ السَّمَوٰتِ وَالْاَرْضِ** = اور لشکرِ سماوی وارضی خدا ہی کے ہیں۔

۔ دوستانِ عزیز! کوئی ایک اکیلی خوشی کی بات نہیں، بلکہ خوشیوں اور شادمانیوں کا ایک طوفانی عالم ہے، اب بہت زیادہ شکر گزاری کی ضرورت ہے، اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ ہونی چاہئے، تاکہ خداوندِ قدوس اپنی رحمت بے پایان سے ہم سب پر مہربان ہو جائے،

اور ہم کو فخر و غرور کی بیماری سے بچائے، کیونکہ انسان از خود ہر حالت میں کمزور ہوتا ہے۔

۸۔ اے یارانِ طریق! آپ سب کے سب دل کہ اپنی ظاہری و باطنی قوتوں سے عزیز استاد کو آگے بڑھا رہے ہیں، اور یہ بھی ایک بہت بڑی دائرہ نما حکمت ہے کہ استاد و شاگرد ایک دوسرے کو بنا رہے ہیں، جس طرح آدم سے حوا کی تخلیق، اور حوا سے آدم کی تکمیل ہوئی، نیز عقلِ کل اور نفسِ کل ایک دوسرے سے پیدا ہوئے، جیسا کہ حضرت پیر کا قول ہے۔
زیکہ یگر بزادند آن دو گوہر = وہ دونوں گوہر ایک دوسرے سے پیدا ہو گئے۔

۹۔ اے میوہ ہلے دلِ ما! جب آپ کو یقین ہے کہ آپ کی علمی خدمت قابلِ مدستائش ہے، کیونکہ یہ مقدس خدمت سب سے پہلے قرآن اور اسلام کی ہے، پھر ملک، قوم، جماعت اور انسانیت کی ہے تو پھر آپ کسی بات کی پرواہ کئے بغیر اپنا کام کرتے جائیں، انشاء اللہ، مزید ترقی اور نیک نامی ہوگی، اور خداوندِ قدوس کی خوشنودی سب سے بڑی ہے۔

۱۰۔ اے برادران و خواہرانِ روحانی! جس طرح پرندوں کے دو دو پر ہوتے ہیں، اسی طرح آپ کے طاہر جان کے بھی دو پر (بازو) ہیں، ان میں سے ایک عبادت کا ہے، اور دوسرا علم کا، جیسے پرندے تلاشِ رزق کے لئے اپنے پروں کو کثرت سے استعمال کرتے رہتے ہیں، اسی طرح آپ بھی علم و عبادت کے دونوں پروں سے بکثرت پرواز کرتے رہیں تاکہ

بصورتِ تائیدی علمِ آپ کو رزقِ ملے۔

۱۱۔ اے میرے بہت ہی عزیزِ قلبی دوستو! آپ ازل کی حقیقتِ جاننے کے لئے کوشش کریں، ازل دراصل ماضی بعید کا نام نہیں، بلکہ یہ روحانیت کی انتہائی بلندی پر مرتبہ عقلانیت کا نام ہے، بالفاظِ دیگر عالمِ شخصی میں جو روحانی سفر ہے، اس کی آخری منزل یا منزلِ مقصود ازل ہی ہے، جہاں ابد بھی ہے، یہ وہ عالیشان مقام ہے، جس میں انسان کی اتائے علوی خدا کے نور سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔

۱۲۔ اے دوستانِ حمیم! یقیناً آپ حصولِ علم اور اس کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، زبے نصیب! آپ کو نور اور کتابِ مبین کے بھیدوں کا علم مل رہا ہے، آپ علمِ یقین سے مطمئن ہیں، آپ چاہتے ہیں کہ نعتِ خداوندی دنیا میں عام ہو جائے، اسی معنی میں آپ سب کے خیر خواہ ہیں۔

۱۳۔ اے قرآنِ پاک اور امامِ مبین کے عاشقو! یہ اسی بابرکت عشق ہی کا ثمرہ ہے کہ آپ ہر وقت علم و حکمت کے جواہر کو چاہتے ہیں، اور حاصل بھی کر لیتے ہیں، آپ کی کتنی فیاضی ہے کہ یہ انمول موتی اور یہ بیش بہا لعل و گوہر دوسروں کو بھی دے رہے ہیں، آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ نہ صرف قیمتی موتیوں کی جمع آوری ہی سے شادمان ہو جاتے ہیں، بلکہ ان کو بانٹتے ہوئے بھی از حد نرسند ہو رہے ہیں۔

۱۴۔ اے پاک فطرت و راسخ العقیدت مومنین و مومنات! اَلْحُبُّ بِلَّهِ (خدا کے لئے یعنی خدا کی وجہ سے محبت کرنا) یہ ہے کہ ہم قرآنِ حکیم

اور امام آل محمدؑ سے محبت کریں، اور اس پاک و پاکیزہ محبت کو ترقی دے کر درجہ و کمال پر کھینچ لیں، تاکہ اس سے ہر باطنی بیماری کا علاج ہو، میں نے کچھ درویشوں کو دیکھا جو بطرز گریہ و زاری "نورِ عشق، نارِ عشق" کہتے ہوئے پگھل رہے تھے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ سماوی عشق سب سے بڑا انقلاب ہے، جس میں سب کچھ ہے، میرا عقیدہ یہ ہے کہ... اَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (۱۵) ، اللہ کے لئے بہت سہمتِ حجت = عشق) براہِ راست ممکن نہیں جبکہ حضرت رب کی ہدایت، اطاعت اور دوسری تمام چیزیں بالواسطہ ممکن ہوا کرتی ہیں۔

۱۵۔ اے ہمارے بہت ہی پیارے ارضی فرشتو! شیطان اور نفسِ کافر پر شعلہ ہائے سوزان برسانے کے لئے نورِ عشق اور نارِ عشق کی سہمت ضرورت ہے، تاکہ جس سے وہ مغلوب ہو کر مسلمان ہو جائیں، یا ہم کو مزید نہ ستائیں، پھر اس جہادِ اکبر میں کامیابی کے بعد علم و عبادت کی حلاوت و مسرت میں کمی گنا اضافہ ہو جائے گا۔

۱۶۔ اے سالکانِ راہِ حقیقت! قرآنی حکمتیں ہر زمانے کے لئے ہیں، چنانچہ بنی اسرائیل کے لئے خداوندِ عالم کا یہ حکم ہوا کہ تم اس گاؤں کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہو جاؤ (۵۸، ۵۷، ۱۵۴، ۱۶۱) اور اس میں سب کے لئے یہ اشارہ موجود ہے کہ بفرمودہ رسولؐ اسلام میں بھی ایک ایسا دروازہ ہے، جس میں سجدہ کرتے ہوئے خوش نصیب لوگ پیغمبرِ اکرمؐ کے علم و حکمت میں داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۷۔ اے نور امامت کے پروانہ! آپ سب کو عظیم الشان فتح مندی اور کامیابی ہزار بار مبارک ہو! کہ آپ کی علمی و ادبی کوششوں کے ثمرات دور دور تک پھیل رہے ہیں، اگر امام زمان کی خوش نمودی اور پاک دُعا حاصل نہ ہوتی تو یہ سچ ہے کہ ہم جیسے حقیر انسانوں سے اتنا بڑا کام ہرگز نہ ہوتا، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ احسانِ عظیم اسی کا ہے۔

۱۸۔ علیؑ زمان کے دستدار و! جس طرح قیام بدن کے لئے ہر روز جسمانی خوراک کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح رُوح کے لئے ذکر و عبادت اور عقل کے لئے علم و حکمت از حد ضروری ہے، اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جسمانی نعمتوں کے مقابلے میں روحانی اور عقلی نعمتیں بدرجہہ بالذید تر اور بالاتر ہو آتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ارضی و سماوی فرشتے ہمیشہ ذکر و عبادت اور علم و حکمت میں مصروف رہتے ہیں، اور اسی عمل سے وہ پُر نور ہو جاتے ہیں۔

۱۹۔ اے اہل سعادت! حضرت مولانا امام سلطان محمد شاہ صلوات اللہ علیہ و سلامہ نے ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کو ایک دوستانہ خط لکھا تھا، جس کی تاریخ ۲۲ مئی ۱۹۵۰ء درج ہے، اس خط میں امام عالی مقام نے تصویرِ یک حقیقت (مونوریا لٹی) کی طرف توجہ دلائی ہے، اور یہی تصورِ اسلام میرے مورثوں کا مذہب ہے، میں بھی ہے، میرے خیال میں یہ دور قیامت اور دورِ تاویل کا سب سے بڑا انقلابی تصور ہے، لہذا اس میں بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے، میرا اجزانہ مشورہ یہ ہے کہ ”یک حقیقت“ کو

سمجھنے کے لئے خود امام سلطان محمد شاہ علیہ السلام کے ان ارشادات کو خوب بخور سے پڑھا جائے جو رُوحِ مومن کی اسکانی ترقی سے متعلق ہیں۔

۲۰۔ میرے بے حد عزیز روحانی اجباب! میرے ماں باپ آپ سے قدا! میری رُوح آپ سے قربان! آپ گپھلتے ہوئے دل سے دُعا کریں کہ امامِ اقدس و اطہر علیہ السلام کی خوشنودی اور پاک دعا حاصل ہو!

آمین یا رب العالمین!!

ن.ن۔ (حُبِّ عَلی) ہونزائی

ذوالفقار آباد۔ گلگت

منگل ۲۴۔ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ / ۵ جولائی ۱۹۹۴ء

Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۱۸۔ جون ۱۹۹۴ء

شمالی علاقہ کے تین محققین کو ۹۴-۹۳-۹۲ کا ایوارڈ دیا گیا

تقریب کا اہتمام خانہ حکمت، ادارہ عارف
اور بروشسکی ریسرچ اکیڈمی نے کیا تھا

گلگت (پ) شمالی علاقوں کے ممتاز سکالروں، ادیبوں اور شعراء میں ایوارڈ
تقسیم کرنے کی دوسری سالانہ تقریب پبلک سکول و کالج جوٹیاں کے آڈیٹوریم
ہال میں منعقد ہوئی۔ تقریب کا اہتمام خانہ حکمت، ادارہ عارف اور بروشسکی
ریسرچ اکیڈمی شمالی علاقہ جات نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ شمالی علاقوں کے
چیف کمشنر محمود خان جو اس موقع پر مہمان خصوصی تھے، اپنی تقریر میں ادیب
سرگرمیوں کو فروغ دینے اور اہل قلم کی حوصلہ افزائی کے لئے ایوارڈز کی تقریب
منعقد کرنے پر خانہ حکمت، اور دوسرے ماتحت اداروں کی تعریف کی اور تین
دلایاکہ علاقہ کے اہل قلم حضرات کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت کی طرف
سے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا۔ چیف کمشنر نے شمالی علاقہ جات کی تہذیب و
تمدن اور اسلامی ادب کو ملک کے دوسرے حصوں اور غیر ممالک میں متعارف

کرانے پر علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا، اور ان کی غیر معمولی تحقیقی اور ادبی خدمات کے اعتراف میں انہیں "حکیم القلم" کا خطاب دیا۔ یاد رہے کہ علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو اس سے پہلے بھی "لسان القوم" اور "بابائے بروشسکی" کا خطاب مل چکا ہے۔ علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی تقریباً ایک سو پچاس (۱۵۰) کتابوں کے مصنف کے علاوہ بروشسکی زبان کے پہلے لغت کے خالق ہیں اور ساتھ ہی اردو، فارسی اور مقامی بروشسکی کے معروف شاعر بھی ہیں۔ پچاس ہزار بروشسکی الفاظ پر مشتمل یہ لغات عنقریب مارکیٹ میں آنے والی ہے۔ اس موقع پر چیف کیشنر نے نوجوان سکالر اور محقق غلام عباس کے اسلامی فلسفہ سے متعلق خیالات کی بھی تعریف کی۔ غلام عباس لنڈن میں شمالی علاقوں کی تہذیب و تمدن اور ادبیات پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر چکے ہیں۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ کلمات کے پرنسپل میر عبدالحق نے ادبی اور تحقیقی کے میدان میں علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی اور غلام نصیر بابا چیلانسی جو تھمگ کے پیر کے نام سے مشہور ہے کی خدمات پر مقالہ پڑھا اور شمالی علاقوں کی انتظامیہ سے اپیل کی کہ وہ گلگت کی چند سڑکوں کو جو بے نام پڑے ہیں، شمالی علاقوں کے معروف علمی شخصیات کے نام پر منسوب کیا جائے تاکہ اہل قلم کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ بلتستان کے مشہور محقق، دانشور، سید عباس کاظمی، ڈاکٹر غلام عباس اور میگنل یونیورسٹی کینیڈا کی پروفیسر مسٹر بوستان ہیر جی نے اپنے الگ الگ مقالوں میں علامہ نصیر الدین کی علمی، تخلیقی کام کو زبردست الفاظ کے ساتھ سراہا۔ اس موقع پر علامہ نصیر الدین نے قلم کی عظمت کے عنوان پر اپنی تازہ نظم سنائی جسے حاضرین تقریب نے بہت سراہا۔ اس

سے قبل غلام قادر چیف ایڈوائزر خانہ حکمت نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے القلم ایوارڈز کے مقاصد بتائے اور کہا کہ اس کا بڑا مقصد علاقہ میں ادبی اور تحقیقی اشتراکِ عمل کو فروغ دینا ہے۔ اس موقع پر چیف کمشنر نے میزبان اداروں کی طرف سے متلع دیامر کے غلام نصیر چیلڈی، بلبستان کے سید عباس کاظمی اور گلگت کے غلام عباس کو ان کی غیر معمولی ادبی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۹۲-۹۳ء کے لئے القلم ایوارڈز دیئے گئے۔ جبکہ ۱۹۹۲-۹۳ء کے لئے القلم ایوارڈز معروف محقق عثمان علی اور محمد امین ضیاء کو دیا گیا۔

تقریب میں ڈپٹی کمشنر گلگت اور دوسرے سرکاری حکام کے علاوہ عوامی نمائندے، ادیب، شعراء اور عمائدین شہر کے علاوہ خانہ حکمت اور ادارہ عارف کے کادکنوں نے حصہ لیا۔

Institute for
Spiritual Wisdom
and
Luminous Science
Knowledge for a united humanity

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۱۔ جون ۱۹۹۳ء

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو

”حکیم القلم“ کا خطاب دیدیگا

شمالی علاقوں کے اہل قلم کے مابین منظم خطوط پر ریسرچ
کو آگے بڑھایا جائے گا، محمود خان

گلگت (نمائندہ جنگ) شمالی علاقوں کے اہل قلم کے مابین منظم خطوط پر
ریسرچ کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے اشتراکِ عمل کا ایک جامع پروگرام تشکیل
دیا جانے کا تاکہ علاقے کے اہل قلم کو اپنی علمی و ادبی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع
میسر ہو سکے۔ ان خیالات کا اظہار چیف کمشنر شمالی علاقہ جات محمود خان نے ناردرن
ایریا کے ممتاز محققین اور ادیبوں میں ”القلم ایوارڈز“ کی تقسیم کی دوسری سالانہ
تقریب سے بحیثیت مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے کیا۔ پبلک سکول
اینڈ کالج گلگت کے آڈیٹوریئم ہال میں منعقدہ اس تقریب کا اہتمام خاتہ حکمت،
ادارہ عارف اور بروڈسکی ریسرچ اکیڈمی شمالی علاقہ جات نے مشترکہ طور پر کیا
تھا۔ چیف کمشنر نے ناردرن ایریا سے تعلق رکھنے والے ۱۵۰ کتابوں کے مصنف

اور معروف بین الاقوامی سکالر و خانہ حکمت اور دیگر ماتحت اداروں کے بانی علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کی ادبی و تحقیقی خدمات کو خراجِ محبت پیش کرتے ہوئے کہا کہ موصوف نے دنیا بھر بالخصوص جرمنی برطانیہ اور امریکا میں شمالی علاقوں کا تہذیبی و اسلامی ادب متعارف کرانے میں بے مثال کردار ادا کیا ہے۔ یہاں خصوصی نے علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کو "حکیم القلم" کا خطاب دیتے ہوئے علاقے کے عوام بالخصوص اہل قلم حضرات پر زور دیا کہ وہ اس عظیم دانشور کی خداداد صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کریں۔ تقریب سے ڈگری کالج گلگت کے پرنسپل میر عبدالخالق بلستان کے سکالر عباس کاظمی، گلگت کے دانشور ڈاکٹر غلام عباس، خانہ حکمت کے چیف ایڈوائزر غلام قادر اور امریکن یونیورسٹی کی پروفیسر بوستان ہیرجی نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی کے فلسفہ اور تخلیقات اور تحقیقی خدمات اور کاوشوں کو سراہتے ہوئے مطالبہ کیا کہ علاقے کی مختلف اہم شاہراہوں کو علامہ کے نام سے منسوب کیا جائے۔ اس موقع پر علامہ موصوف نے قلم کے عنوان سے اپنی تازہ نظم سنائی۔ تقریب کے اختتام پر مہمان خصوصی چیف کمشنر شمالی علاقہ جات محمود خان نے شمالی علاقوں کے دانشوروں میں ایوارڈز تقسیم کیئے۔ ۹۴-۱۹۹۳ء کا القلم ایوارڈ بابا نصیر چیلانسی عورت تھکے پیر، سید عباس کاظمی بلستان اور ڈاکٹر غلام عباس گلگت، جبکہ ۹۳-۱۹۹۲ء کا القلم ایوارڈ پروفیسر میر عثمان علی اور محمد امین ضیاء کو دیا گیا۔ بعد ازاں چیف کمشنر نے بروٹسی ریسرچ اکیڈمی کے زیر اہتمام کتابوں کی نمائش کا معائنہ بھی کیا۔

ہفت روزہ اخبار جہاں دکھی

۱۷-۱۱ جولائی ۱۹۹۳ء

جنت نظیر ہنزہ

تلخیص و ترجمہ محمد نعیم اختر

علامہ نصیر الدین نصیر ہونزائی علاقے کے بہت مشہور شاعر اور عالم دین سمجھے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بروشسکی زبان کے پہلے شاعر ہیں۔ اور اس زبان کی تحقیق و تدوین میں انہوں نے اپنی ۶۲ سالہ زندگی گزار دی ہے۔ انہیں اس امر پر افسوس ہے کہ شاہراہ قراقرم کی وجہ سے اصل بروشسکی زبان پر انگریزی اور اُردو الفاظ کا غلبہ بڑھتا جا رہا ہے، اور یہ زبان اپنی اصلیت کھوتی جا رہی ہے۔ علامہ نصیر الدین اس قدیم زبان کو اپنی شاعری کے ذریعہ زندہ رکھنا چاہتے ہیں، اور ان کی شاعری کے کیسٹ ہنزہ کے تقریباً ہر شخص کے پاس دیکھے جاسکتے ہیں۔

